

خطبه (۲۸)

(۲۸) وَمِنْ حَكَلَةً لَهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

دنیا نے پیٹھ پھرا کر اپنے رخصت ہونے کا اعلان اور منزلِ عقبیٰ نے سامنے آ کر اپنی آمد سے آگاہ کر دیا ہے۔ آج کا دن تیاری کا ہے اور کل دوڑ کا ہوگا۔ جس طرف آگے بڑھنا ہے وہ تو جنت ہے اور جہاں کچھ اشخاص (اپنے اعمال کی بدولت بلا اختیار) پہنچ جائیں گے، وہ دوزخ ہے۔ کیا موت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کوئی نہیں؟ اور کیا اس روزِ مصیبت کے آنے سے پہلے عمل (خیر) کرنے والا ایک بھی نہیں؟ تم امیدوں کے دور میں ہو جس کے پیچھے موت کا ہنگامہ ہے۔ تو جو شخص موت سے پہلے ان امیدوں کے دنوں میں عمل کر لیتا ہے تو عمل اُس کیلئے سودمند ثابت ہوتا ہے اور موت اُس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور جو شخص موت سے قبل زمانہ امید و آرزو میں کوتاہیاں کرتا ہے تو وہ عمل کے اعتبار سے نقصانِ رسیدہ رہتا ہے اور موت اس کیلئے پیغامِ ضرر لے کر آتی ہے۔

لہذا جس طرح اس وقت جب ناگوار حالات کا اندیشه ہونیک اعمال میں منہک ہوتے ہو، ویسا ہی اس وقت بھی نیک اعمال کرو جبکہ مستقبل کے آثارِ مسرت افزا محسوس ہو رہے ہوں۔ مجھے جنت ہی ایسی چیز نظر آتی ہے جس کا طلبگار سویا پڑا ہو اور جہنم ہی ایسی شے دکھائی دیتی ہے جس سے دور بھاگنے والا خواب غفلت میں محو ہو۔ جو حق سے فائدہ نہیں اٹھاتا اسے باطل کا نقصان و ضرر اٹھانا پڑے گا۔ جس کو ہدایت ثابت قدم نہ رکھے اسے گمراہی پلاکت کی طرف کھینچ لے جائے گی۔ تمہیں کوچ کا حکم مل چکا ہے اور زادِ راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے۔ مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ دو ہی چیزوں کا خطرہ ہے: ایک خواہشوں کی پیروی اور دوسرے امیدوں کا پھیلاؤ۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اس سے اتنازادے لو جس سے کل اپنے نفسوں کو بچا سکو۔

آمّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ أَذْبَرَتْ وَ اذْنَتْ بِوَدَاعَ، وَ إِنَّ الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ وَ اشْرَفَتْ بِالظَّلَالِ، أَلَا وَ إِنَّ يَوْمَ الْيُومَ الْيَضْمَارَ وَ غَدَّا السَّبَاقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ، وَ الْغَايَةُ النَّارُ، أَفَلَا تَأْيِبُ مِنْ حَطَبِتِهِ قَبْلَ مَنِيَّتِهِ؟ أَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهِ قَبْلَ يَوْمِ بُوْسَهِ؟ أَلَا وَ إِنَّكُمْ فِي آيَامٍ أَمَلَّ مِنْ وَرَأِيهِ أَجَلٌ، فَمَنْ عَمِلَ فِي آيَامٍ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورٍ أَجِلِهِ فَقَدْ نَفَعَهُ عَيْلُهُ وَ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورٍ أَجِلِهِ، وَ مَنْ قَصَرَ فِي آيَامٍ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورٍ أَجِلِهِ فَقَدْ خَسِرَ عَيْلُهُ وَ ضَرَّهُ أَجَلُهُ.

الآن فَاعْمَلُوا فِي الرَّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُونَ فِي الرَّهْبَةِ، أَلَا وَ إِنِّي لَمْ أَرَ كَالْجَنَّةَ نَامَ طَالِبُهَا، وَ لَا كَالنَّارَ نَامَ هَارِبُهَا، أَلَا وَ إِنَّهُ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ الْحَقُّ يَضُرُّهُ الْبَاطِلُ، وَ مَنْ لَا يَسْتَقِيمُ بِهِ الْهُدَى يَجْرُّ بِهِ الضَّلَالَ إِلَى الرَّدِّي، أَلَا وَ إِنَّكُمْ قَدْ أُمْرَתُمْ بِالظَّاغْنِ، وَ دُلْلُتُمْ عَلَى الزَّادِ。 وَ إِنَّ أَحَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ: اتِّبَاعُ الْهَوَى وَ مُؤْلُوْلُ الْأَمْلِ، تَرَوَدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تَحْرُزُونَ بِهِ أَنْفَسَكُمْ غَدًا۔

سید رحیم کہتے ہیں کہ: اگر کوئی کلام گردان پکڑ کر زہد دینیوں کی طرف لانے والا اور عمل اخروی کیلئے مجبور و مضطركردینے والا ہو سکتا ہے تو وہ یہ کلام ہے جو امیدوں کے بندھنوں کو توڑنے اور عظ و سریش سے اثر پذیری کے بذبات کو مشتعل کرنے کیلئے کافی وovalی ہے۔ اس خطبے میں یہ جملہ: «اَلَا وَإِنَّ الْيَوْمَ الْيُضَيْمَارُ وَغَدَّاً السَّبَابَقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ، وَ الْغَایَةُ النَّارُ» تو بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ اس میں لفظوں کی جالات، معنی کی بلندی، سمجھی تمشیل اور صحیح تشبیہ کے ساتھ عجیب اسرار اور باریک نکات ملتے ہیں۔ حضرت نے اپنے ارشاد: «وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَ الْغَایَةُ النَّارُ» میں معنی مقصود کے الگ الگ ہونے کی وجہ سے دو جداگانہ لفظیں: «الْسَّبَقَةُ وَ الْغَایَةُ» استعمال کی ہیں۔ جنت کے لئے لفظ «الْسَّبَقَةُ» (بڑھنا) فرمائی ہے اور جہنم کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کی، کیونکہ ”سبقت“ اس چیز کی طرف کی جاتی ہے جو مطلوب و مرغوب ہو اور یہ بہت ہی کی شان ہے اور دوزخ میں مطلوبیت و مرغوبیت کہاں کہ اس کی ججوتو و تلاش میں بڑھا جائے (تَعْوُذُ بِاللَّهِ مِنْهَا)۔

چونکہ ”الْسَّبَقَةُ النَّارُ“ کہنا صحیح و درست نہیں ہو سکتا تھا، اسی لئے «وَ الْغَایَةُ النَّارُ» فرمایا اور ”نایت“ صرف منزل منہما کہتے ہیں، اس تک پہنچنے والے کو خواہ رنج و کوفت ہو یا شادمانی و مسرت، یہ ان دونوں معنوں کی ادائیگی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بہر صورت اسے مصیر و مآل (باز گشت) کے معنی میں سمجھنا چاہیے اور ارشاد قرآنی ہے: ﴿قُلْ تَمَتَّعُوا فِي أَنَّ مَصِيرُكُمْ إِلَى النَّارِ﴾: (کہو کہ تم دنیا سے اپھی طرح خطا مhalo آخر تو تمہاری باز گشت جہنم کی طرف ہے)۔ یہاں مصیر کم کی بجائے

آفُول: إِنَّهُ لَوْ كَانَ كَلَامٌ يَّاخُذُ بِالْأَعْنَاقِ إِلَى الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا، وَ يَضْطَرُّ إِلَى عَمَلِ الْآخِرَةِ لِكَارِبَ هَذَا الْكَلَامِ، وَ كَفَى بِهِ قَاطِعًا لِعَلَاقَةِ الْأَمَالِ، وَ قَادِحًا زَنَادَ الْإِتَّعَاظِ وَ لَازِدُجَارِ، وَ مِنْ أَعْجَبِهِ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «اَلَا وَإِنَّ الْيَوْمَ الْيُضَيْمَارُ وَغَدَّاً السَّبَابَقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ، وَ الْغَایَةُ النَّارُ»، فَإِنَّ فِيهِ مَعَ فَخَامَةِ الْلَّفْظِ وَ عَظَمِ قَدْرِ الْمَعْنَى وَ صَادِقِ الشَّمِيْلِ وَ وَاقِعِ التَّشْبِيْهِ سِرَّاً عَجِيْبًا، وَ مَعْنَى لَطِيفًا، وَ هُوَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ: «وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ وَ الْغَایَةُ النَّارُ»، فَخَالَفَ بَيْنَ الْفَقَطِيْنِ لَا خِتَّلَافَ الْمَعْنَيَيْنِ، وَ لَمْ يَقُلْ: وَ السَّبَقَةُ النَّارُ، كَمَا قَالَ: «وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ»، لِأَنَّ الْإِسْبَابَقَ إِنَّمَا يَكُونُ إِلَى أَمْرٍ مَحْبُوبٍ وَ غَرِيْضٍ مَطْلُوبٍ، وَ هَذِهِ صَفَةُ الْجَنَّةِ، وَ لَيْسَ هَذَا الْمَعْنَى مَوْجُودًا فِي النَّارِ نَعْوُذُ بِاللَّهِ مِنْهَا.

فَلَمْ يَجِدْ أَنْ يَقُولَ: وَ السَّبَقَةُ النَّارُ، بَلْ قَالَ: «وَ الْغَایَةُ النَّارُ»، لِأَنَّ الْغَایَةَ قَدْ يَنْتَشِيْرَ إِلَيْهَا مَنْ لَا يَسْرُهُ الْإِنْتَهَاءُ إِلَيْهَا وَ مَنْ يَسْرُهُ ذَلِكَ، فَصَلَحَ أَنْ يُعَبَّرَ بِهَا عَنِ الْأَمْرَيْنِ مَعًا، فَهُوَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ كَالْمُصِيرِ وَ الْمَالِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ تَمَتَّعُوا فِي أَنَّ مَصِيرُكُمْ كُمْ إِلَى النَّارِ﴾، وَ لَا يَجِدُونَ فِي هَذَا

سَبَقَشُكُمْ كَهْنَاكِي طرَحُ حَجَّ وَدَرَسْتُ نَهِيْسْ بِمَحَا جَاسْتاً۔ اس میں غور و فکر کرو اور دیکھو کہ اس کا باطن کتنا عجیب اور اس کا گھر اول طافتوں کو لئے ہوئے کتنی دور تک چلا گیا ہے اور حضرت کا پیشہ کلام اسی انداز پر ہوتا ہے۔

[اور بعض نسخوں میں ہے کہ:]

اور بعض روایتوں میں «وَ السُّبْقَةُ» بضم میں بھی آیا ہے اور السُّبْقَةُ اس مال و متاع کو کہتے ہیں جو آگے بکل جانے والے کے لئے بطور انعام رکھا جاتا ہے۔ بہر صورت دونوں کے معنی قریب قریب یکساں ہیں۔ اس لئے کہ معاونہ و انعام کسی قابل مذمت فعل پر نہیں ہوتا، بلکہ کسی اچھے اور لائق تائش کارنا مے کے بدلتے ہی میں ہوتا ہے۔

--☆☆--

خطبه (۲۹)

اے وہ لوگوں کے جسم سمجھا اور خواہشیں جُدا جُدا ہیں۔ تمہاری باتیں تو سخت پتھروں کو بھی نرم کر دیتی ہیں اور تمہارا عمل ایسا ہے کہ جو دشمنوں کو تم پر دندان آز تیز کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اپنی محلسوں میں تو تم کہتے پھرتے ہو کہ یہ کردیں گے اور وہ کردیں گے اور جب جنگ چھڑی ہی جاتی ہے تو تم اس سے پناہ مانگنے لگتے ہو۔ جو تم کو مدد کیلئے پکارے اس کی صدائے وقت اور جس کا تم جیسے لوگوں سے واسطہ پڑا ہواس کا دل ہمیشہ بے چین ہے۔ حیلے حوالے ہیں غلط سلط اور مجھ سے جنگ میں تاخیر کرنے کی خواہشیں ہیں، جیسے نادہنده مقروظ اپنے قرض خواہ کوٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ ذلیل آدمی ذلت آمیز زیادتیوں کی روک تھام نہیں کر سکتا اور حق تو بغیر کوشش کے نہیں ملا کرتا۔

اس گھر کے بعد اور کون سا گھر ہے جس کی حفاظت کرو گے؟ اور میرے بعد اور کس امام کے ساتھ ہو کر جہاد کرو گے؟ خدا کی قسم! جسم

المُوْضِعِ آبٰ يُقَالَ: سَبَقَشُكُمْ إِلَى النَّارِ، فَتَأَمَّلُ ذَلِكَ، فَبَأْطِلْنَاهُ عَحِيْبٌ، وَغَوْرَةٌ بَعِيْدٌ لَطِيفٌ، وَكَذِلِكَ أَكْثَرُ حَلَامِهِ عَلَيْسَلَهُ.

[لو في بعض النسخ]

وَقَدْ جَاءَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: «وَ السُّبْقَةُ الْجَنَّةُ»، يَصِرِّيْ السَّيْنِ، وَ السُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ أَسْرُ لَمَّا يُجْعَلُ لِلْسَّابِقِ إِذَا سَبَقَ مِنْ مَالٍ أَوْ عَرَضٍ، وَ الْمُغَيَّبَاتِ مُتَمَّلِّبَاتِ، لَأَبَّ ذَلِكَ لَا يَكُونُ جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَذْمُومِ، وَ إِنَّمَا يَكُونُ جَزَاءً عَلَى فِعْلِ الْأَمْرِ الْمَحْمُودِ.

-----☆☆-----

(۲۹) وَمِنْ خُطُبَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَام

أَيُّهَا النَّاسُ! الْمُجْتَبَعَةُ أَبْدَأُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَأُهُمْ، كَلَامُكُمْ يُوْهِي الصُّمَّ الصَّلَابَ، وَ فَعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيْكُمُ الْأَعْدَاءَ! تَقُولُونَ فِي الْمَجَالِسِ: كَيْنَتْ وَ كَيْنَتْ، فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ: حِيدَرِي حَيَادَ! مَا عَزَّتْ دَعْوَةُ مَنْ دَعَ أَكُمْ، وَ لَا إِسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَ أَكُمْ، أَعَالِيلُ بِأَضَالِيلَ، سَعَلْتُمُونِي التَّظْوِيلَ، دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمُطْوِلِ، لَا يَسْنَعُ الضَّيْمُ الْذَّلِيلُ! وَ لَا يُدْرِكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدَرِ!

أَيَّ دَارِ بَعْدَ دَارِكُمْ تَنَعُونَ؟ وَ مَعَ أَيِّ إِمَامٍ بَعْدِيْ ثُقَاتِلُونَ؟